رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO A 783



ممتاز المطابع لکھنؤ میں چھپ کر باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا

جلد ۱۱ نمبر ۳۴

مضامین غیر

پنجشنبہ ۹ - ستمبر ۱۹۲۶ء

الہام عشق

"از لسان الحکما شمس العلما محمد عبد الرحمن صاحب شاطر مدراسی رکن خاندان کرناٹک مترجم فارسی گورنمنٹ ایجنٹ ہز ہائنس پرنس آف آرکاٹ ممتحن مدراس و میسور یونیورسٹی"

از بہر جماد نشۂ ہوش ربا
نامی را حسن لذت و درد و شفا

حیوان کو ذوق شہوت و رنج اذی
ہمتی کو ڈر بھی ساتھ مستقبل کا

دہری کو کمال یاس و تشویش فنا
آدا گونی کو حزن و خوف کرا

فاسق کو عیش غفلت و فزع و دعا
قانت کو شکر و صبر و امید جزا

عاشق کو وجد و حال و ارمان لقا
واصل کو بیخودی و مستی آنا

کامل کو قرب فرض و تسلیم و رضا
مرسل کو دو قرب اور فراست کا

خاتم کو قرب قرب یا ادنیٰ دنیٰ
مازاغ و ما طغیٰ نتیجہ اوس کا

انا اعطیناک کی فتدرضیٰ ہے ضیا
لولاک کا ملزوم وما ارسلنا

شاطر کو گدیہ در آل عبا
اعجاز الہام کیا دعائے زہرا

حق ہمرہ حق بحق نبی کردا دا
اعیان استعداد فارق مراتب ہا

در سنت حق لن تجد لہ تبدیلا
تصدیق یہی ہے دین و حکمت کی بنا

اس نقطہ پہ ارتقاے جبل پہونچا
سرراج وراثت کا سزاوار ہوا

اندیشۂ بنا براق گردون پیما
دل نے حق و یقین کو جانا مانا

بر وقت رسول یہ بتانے آیا
"بجمل - قوی - علیم ہے ایک خدا

معقول ہے مرجع بقا بعد فنا
افحسبتم انما خلقناکم عبثا

اور ڈالی سیاست و تمدن کی بنا
ڈو بادل فکر مغفرت مین ڈوبا

اب مرکب عقل تھک گیا خوب ہوا
دل رفرف عشق پر قلم تک پہونچا

[1] یعنی انسان ہے تمدن کا یعنی مسئلہ تناسخ کا یعنی قرب فرائض و قرب نوافل یعنی ہیولیٰ وہ یعنی خبر

اور اپنی خودی کو مرکز شر دیکھا
جف القلم آئینہ ہے لا حول کا نما

ہے قتل غلام گرچہ شیئا نکرا
خضر اور وما فعلتہ بھی ہے بجا

مکشوف ہوا خطا تو مشہود ہوا
معقول ہے خلق اور محسوس خدا

اشراف خاطر و کرامت کے سوا
پایا واصل نے عیش سرمد آیا!!

الہام عشق رمضان المبارک کی اکیسوین کا فیض ہے - شعر بھی اکیس ہی ہین - اندازہ کرو کہ باب العلم کی غلامی نے شاطر کو کہان سے کہان پہونچا دیا ہے -

رباعی

دیکھو فیض غلامی آل عبا
کیا خلعت نور ذہن نے ہے پایا!

اوہام سے پاک ہین مضامین شاطر
الہام ہے القا ہے تخیل کیسا!!

نثر و نظم فراق

اے حضرت! آپ شاعرون کی سے وے کہنے مین بہت مشاق اور نباض ہین - اک ذری نگاہ التفات قصہ نگارون کی طرف بھی ہو جائے - جو نقصان زبان کو کسی شاعر کی غلطی سے پہونچتا ہے اوس سے بدرجہا زیادہ ناول نویسون کی کج قلمی سے پہونچتا ہے - خصوصاً ایسے تلمیذ جو نام کی گھنڈی مین بڑے بڑے القاب کا پیوند بھی کرتے ہون اور تخلص بھی رکھتے ہون - مثلاً ہمارے حکیم اسید خواجہ ناصر نذیر فراق دہلوی ہین - قدس سرہ العزیز - حضرت کا نام ہی اعجوبہ روزگار ہے جس کے صورت الحاقی و ترکیبی کے معانی بہت اہمیت رکھتے ہین ناصر بھی اک صفت ہے نذیر بھی ایک صفت ان دونو کی فصاحت عجیب پر لطف ہے - اور ہمین ہرگز یقین نہین کہ یہ نام حضرت کے بزرگون نے رکھا ہو - ہم اس نام کو ایجادات غریبہ و عدیمہ بلکہ ذہانت مستی کی ایک عمدہ علامت منسوب کرنے پر مجبور ہین - اب لیجئے دیگر اجزا - (سید اور خواجہ جیسی القاب ہین ان سے ہمین بحث نہین) - آپ حکیم ہین مگر حکمت کی مہارت سے ہم گوشہ نشینون کو مطلق آگاہی نہین دوسرا وصف شاعری ہے اسکا یہ حال ہے کہ اتنی عمر شاعرون مین گزری اتنا ہین رسائل شاعری کے مطالعے مین صرف ہوا قسم لے لیجئے جو "بہارستان" لاہور (اگست) کے صفحہ ۱۶ کے علاوہ کبھی اور آپ کی شاعری سے استفادت کی نوبت آئی ہو -

آپ کے مضمون کا سرنامہ ہے "داستان پاستان" عنوان کے نیچے ایک شعر ہے - ملاحظہ ہو -

لیجئے سنئے اب افسانۂ فرقت مجھ سے
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

ممکن ہے کہ یہ شعر آپ ہی کے افادات سے ہو مگر نثر کی رشاقت دیکھتے ہوئے ہرگز دل قبول نہین کرتا کہ یہ آپ ہی کا شعر ہے -

صفحہ ۲ - اور ۱۰ - کے درمیان چند ناولوں کا اشتہار ہے ملاحظہ فرمائیے -

فرماتے ہیں۔
(۱) "ایک روز اُن کے ایک مخبر نے خبر دی کہ ترکا نوں کا فلان قبیلہ ۔۔۔ سادات بنی فاطمہ کو پکڑ لیا ہے۔"
مطلب یہ ہے کہ فلان قبیلہ نے سادات کو گرفتار کر لیا یا فلان قبیلہ سادات کو پکڑ لے گیا ہے۔ "کا" بجائے "نے" اور "نے" محذوف ہے۔ "پکڑ لیا" اور "پکڑ لے گیا" میں جو فرق ہے وہ اہل زبان سے مخفی نہیں۔ مگر "دہلوی" لکھنے کے بعد دلّی کی شہرت کو پامال کرنا آپ ہی کا کام ہے۔
اب اور نمونے ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں۔
(۲) "امیر تیمور سادات کے ساتھ ازحد حسن اعتقاد رکھتے تھے اس بات کو سُن کر بُرجبر ہوگئے۔"
(قال البعض۔ اصل "الشوقیة" مالنار بمعنی "النقمة") ۔
(۳) "اور ساتھیوں کو ساتھ لیکر اس قبیلے پر جا پڑے" (جا پڑا حملہ آور ہوا)
(۴) "۔۔۔ بنی فاطمہ کو ۔۔۔ چھڑا لیا ہے۔"
(۵) "مغلیہ سلطنت کے زوال کے آثار نمایاں آن لگا ہے۔"
(۶) "ابوظفر کئی بار ایسے بیمار ہوئے کہ جینے کے دینے پڑ گئے۔ یہی گمان ہوتا تھا کہ گھڑی ساعت کے ہیں۔"
وارث الادب حضرت مولوی بشیر احمد صاحب خلف جناب شمس العلما حافظ نذیر احمد مرحوم کی اور حضرت فراق کی تعلیم کا اثر معلوم ہوتی ہے یعنی ان دونوں کو محاورات کے استعمال کا

بھی سمجھتے ہیں۔ کیوں حضرت کیا حضرت خواجہ بھی گھڑی ساعت کے ہو رہے تھے۔ "ابو ظفر" تھے۔ ہائے یہ وہی شہر ہے جو فصاحت کے دریا کا دہانہ تھا اب یہ کے باہر بیٹھنے والوں کا مقدر ہے۔
(۷) "مرزا جوان بخت جو زینت محل کی کوکھ میں تھے"
(۸) "تم جو چاہو جتن کرو۔"
(۹) "مرزا جوان بخت کو یقین ہو ہو گیا کہ تاجداری کا وقت آ گیا۔"

شکار ہوکر۔۔۔۔ وہ مرتے آپڑی۔"
خیر آپڑی تو آ پڑی مگر آپ کچھ بھی یہ کوچ کیا ہے۔ اے حضرت یہ فاز کا پنجابی نام ہے۔ وہ اسے گج کہتے ہیں۔ عرف عام میں اسکا نام گرکول بھی ہے۔
واہ حضرت واہ۔ کیا زبان پائی ہے جس کا چاند دلّی کے قلعہ معلے میں ہے اردو سے معلیٰ میں۔ جانشین درد میرا ثر اور یہ زبان! اے توبہ۔ خدا کے لئے اگر کبھی اندھیرا جائے "درکوچ مارنے" کا اتفاق ہو اور آپ دلّی میں ہوں تو خوش وقتی میں خبردار یوں نہ کہئے گا۔ "کوچ ماری کوچ ماری" ورنہ سُننے والے گھبرا جائیں گے ہل چل مچے گی اور کوئی آپ کا مطلب نہ سمجھے گا۔ کچھ عجب نہیں کہ پولیس والے بھی اس نئی لغت سے بدگمان ہوں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔
(۱۳) "باغی فوجوں کو ڈالا ہوا تھا۔" سبحان اللہ۔ کیا کہنا اس ڈالے ہوئے کا۔
(۱۴) "باولی کی سرا جو دہلی سے چھ میل اُتر میں واقع ہے۔"
"میں" کی فصاحت پر کبری تصدق۔
(۱۵) "چلا تھا وہ اس لال حویلی سے آج ہی تک بنا تھا۔"
کیوں نہو آپ نے اب کر نگینہ جڑا ہوتا۔ پھر تک کا "اور" بنا تھا زر جل ہوا واہ! فصاحت کا جواہرخانہ کھل گیا ہے۔
(۱۶) "بلوشاہ کا سلطان جی جانا"
شاید سلطان جی سے مراد سلطان اولیا کا روضہ ہے۔ واہ جی واہ۔ میر جی بھی۔ کیا خوب ہے۔
(۱۷) "وہ تبرکات جو بادرشاہ ساتھ لے کر نکلے تھے ہمایون کے مقبرے سے آپ نے آستانہ محبوب الٰہی میں بھجوا دیا تھا۔"
زمانہ کے ادیب انشا پردازوں کو آگاہ رہنا چاہیے کہ "تبرکات" بصیغہ واحد ہے۔ اسے جمع نہ سمجھیں۔ جانشین میر درد کی سند سے بڑھ کے اور کونسی سند کہاں سے آئیگی؟
(۱۸) "میرہ یا گوشت ہضم نہ کر سکتے تھے۔ صرف



گرہے چوٹ لگی اونٹ۔ نہ اک پل بیٹھے
اونٹ غریب ہے مگر دیکھئے کس کل بیٹھے

شوق ہے لیکن اسکی پروا نہیں کہ محل استعمال بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اجی حضرت "لینے کے دینے پڑ گئے" اس موقعہ پر بولتے ہیں جہاں کوئی شخص اپنی منفعت کی فکر میں ہو اور منفعت در کنار کچھ گھر سے دینا پڑے۔ میر صاحب یہ ہرگز "دینے پڑ گئے" کی جگہ بولا نہیں جاتا۔ نہ مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ مرقوم یہ ہے کہ حضرت پہلے اپنے نام کے ساتھ "میر" حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کا اضافہ کرتے تھے اب اپنی ذات بابرکات کو اُن مرحوم کا علمی وارث و جانشین بتا

اس "ہو ہو" کی فصاحت پر کتنوں کی جھوٹ بھوٹ قربان۔ (تاجداری سے تاج پوشی!)
(۱۰) "جاب خلعت پہن کر بیٹھو۔ مالک مرواریدہ اسے شاباش یہ مالا مروارید از خوکرا کے بساطی چاندنی چوک غریب تر است۔"
(۱۱) "پیروالے دن"
اسے کیوں نہ۔ "پیروالے" بھی کتنا فصیح ہے۔
(۱۲) "آسمان پر کو کہیں اُڑتی چڑیا نظر نہ آتی۔ کونج بول اور آپ نے بند دلّی ادھا کر کونج ماری اور کوچ

وہ شیروں کی یخنی کو نوش فرماتے تھے۔ مگر تین بجے رات کے وہ بھی پیٹ میں گرانی کرتے تھے جو ہضم ہو جاتے تھے وہ ہضم ہو جاتے تھے۔ باقی پر پانی ڈال کرتے کرکے نکال ڈالتے تھے"

فصاحت کے پرستان کی پری ہے عبارت نہیں ہے۔ یخنی خالی نہیں "کو" کے ساتھ۔ یا "کو" کی گھماری ہوئی یخنی واقعی ہوگی مزے دار۔ ایسا حسین "کو" مشکل سے پھر کبھی نظر آئے گا۔ پورے فقرے کی پھرکی اسی "کو" کی چول پر گھوم رہی ہے۔ فقرے کے دوسرے اجزا سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو جناب قبلہ وکعبہ یخنی صاحب مذکور یا نوش فرمانے والے حضرت صاحب اعجاز تھے کہ پیتے تھے یخنی اور قے کے پیٹ سے نکالتے تھے شیر۔ دوپہر میں یخنی کو حمل بھی رہتا تھا اور سقوط حمل بھی ہو جاتا تھا۔ "تین بجے رات کے تین وقت" بھی ایک پہرے دار کی طرح محل راحت و آرام ہے۔ اس کے علاوہ "باقی پر پانی ڈال کرتے کرکے نکال ڈالتے تھے" ایسا بلیغ فصیح ٹکڑا ہے کہ قصبا کا دل ہی جانتا ہوگا جس فصیح کو خفقان کی شکایت ہو اسے ایک مرتبہ سنا دیجئے اگر سارا گیا! پانی فرش پر ڈھیر ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ اس جملے کے محاسن ہم سے سنئے "پر" مرغی کا ہو یا چیل کا قے کرنے میں بہت کام دیتا ہے۔ یا ورنہ تو چنگیری تھیا رسوت پر میں لت کیجئے اور کسی کے حلق میں ڈال کے کوسنے میں گدگدی کیجئے پھر دیکھئے تماشا۔ اے حضرت جب اس پر کے ذکر سے ابکائی آتی ہے تو اس فعل سے کیوں نہ آئیگی۔

(۱۹) حضور نے (بادشاہ) فرمایا "اماں" (یعنی مرزا جوان بخت) شعر دھو رکھو تم بادشاہ کبھی نہو گے" جناب فراق نے "اماں" پر کسی دوسری جگہ یہ حاشیہ تحریر کیا ہے "یہ خاص بادشاہ اور بادشاہزادوں کا محاورہ ہے"

محاورہ ہے عمدہ اور چوکھا جو لوگ لغت مرتب کر رہے ہیں اونھیں "اماں" کے ذیل میں حضرت داستان گو ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی کی یہ عبارت لکھ دینی چاہیے۔ ورنہ کوئی لڑکا پھر اماں نہ کہ سکے گا۔ دنیا میں بادشاہی سب ولہجہ اختیار کرنے کی ہوس بہتوں کو ہے

اس نے پہلے متنبہ کر دیا۔ جو لیسیدہ "اماں ومذہاں شاہاں وشاہزادگان پدر و فرزند را می گویند"

(۲۰) شاعری کا دوسلی نمونہ

شاہا ترے ہیں شفائے کامل سے
جو لا علاج مرض تھے یہ ہیں علاج پذیر

غالباً ورشہنشاہ کی جگہ مصرع موزوں رہنے کے خیال سے شاہا لکھ دیا ہے۔ کیوں نہو۔ جانشین درد ہیں۔

(۲۱) شاعری کا تیسرا نمونہ

ہمارے دم نکلنے میں بھی اک عالم نکلتا ہے
کہ وہ مشتاق ہیں دیکھیں تو کیونکر دم نکلتا ہے

کیا خوب! "عالم نکلنے" کا تماشا نہ دیکھا ہو تو دیکھ لیجئے یہ ٹھیک اوسی طرح نکلتا ہے جس طرح سانپ بانبی سے۔ یہاں "نکلتا ہے" "ہوتا ہے" کے معنی میں ہے۔ رہا یہ کہ "عالم نکلنے" کا تعلق عاشق سے ہے یا معشوق سے تو اسے ہم نہیں جانتے۔ ہمنے دم کی دال پر پیش بھی دیا پھر بھی مطلب خبط ہی رہا۔ ان راز کھلا تو اسقدر کہ معشوق صاحب گھٹنوں کی پانی پر جھکے ہوئے دم کی دم نکلنے کا نہایت اشتیاق کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

الغرض حضرات! یہ اردو کی خوش قسمتی ہے کہ ایسے شعرا ونثار دنیا میں پیدا ہو گئے۔ جانشین خواجہ میر درد۔ حکیم سید۔ داستان گو۔ فراق۔ دہلوی ہونے کے بعد اگر کوئی ایسی عمدہ اردو لکھتا اور ایسے شعر کہتا ہے تو پھر آجکل کے بگڑے ہوئے۔ اے بی اے انشائے لطیف لکھنے والوں سے شکایت ہے کیا۔

اپنی زبان پر غور کرنے والوں کی قلت لکھنؤ میں بھی ہے اور دہلی میں بھی۔ فراق دہلوی صاحب کی انشا پردازی پر ہمنے زیادہ توجہ نہیں کی چشم پوشی سے کام لیا ورنہ اس میں ہنسنے ہنسانے کا بہت مواد ہے فقط

راقم۔ ابو العبید ولی مولانا کا کوروی۔

اودھ پنچ لکھنؤ

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

یہ بنا سودا ہوا انسان کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے آدھا جان کو

خدا جانے یورپ والوں نے "آدم" میں کیا برائی دیکھ پائی ہے جو بیزار ہیں خوشامد سے بھی اونھیں اپنا باپ بنانے پر رضامند نہیں۔ آدم کی پیدائش کوئی اچنبھا نہیں یعنی مٹی کا ایک پتلا بنا اور نفخ روح سے عمل سے پھیپھڑے کے غبار میں ہوا بھر گئی چلئے آفرینش کا قصہ ختم اور سائنس کا کھیل شروع۔ زیادہ اچنبھے اور حیرت کی چیز قصہ پیدائش حوا ہے کہ بقول اہل شرع آدم کی بائیں پسلی تراش کے بنائی گئیں اسی وجہ سے مردوں کی جنس میں آجتک ایک پسلی کی قلت ہے مگر ان جان کی تدریجی ترقی سے ان کے یورپین فرزند چشم پوشی فرماتے ہیں۔ جہاں دیکھو بابا کی صورت پیدائش پر چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

عدالت عالی جناب مولوی خورشید حسین صاحب بہادر جج ماتحت ہردوئی

مقدمہ نمبری ۲۰۲ ۱۹۲۱ء
مساۃ تو قیر النساء بنام چودھری احمد عظیم وغیرہ۔

بنام

(۱) مساۃ بنیادی بی بی بیوہ چودھری عزت علی (۲) مساۃ بلقیس بی بی زوجہ چودھری حبیب حسین } ساکنان قصبہ سندیلہ محلہ منصور ضلع ہردوئی

(۳) مساۃ مسیح النساء بیوہ چودھری اسد جان (۴) چودھری عبدالرحمن ولد چودھری احمد جان۔ } ساکنان قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی ساکن حال شہر لکھنؤ خاص متصل لاٹ کوٹھی

مقدمہ مندرجہ عنوان کا فیصلہ اپیل نمبری ۲۰ ۱۹۲۲ء عدالت اجلاس چیف کورٹ اودھ لکھنؤ عدالت ہذا میں ملتوی تھا چنانچہ اپیل مذکور کا فیصلہ تاریخ ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء ہو گیا ہے اور مقدمہ مندرجہ عنوان میں تاریخ پیشی ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء برائے تنقیحات مقرر ہوئی ہے لہذا اوریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ مذکور پر بغرض پیروی مقدمہ حاضر عدالت ہو المرقوم ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

ڈارون صاحب کہتے ہیں بوزنہ (بندر) قالب بدلتے بدلتے انسان ہو گیا اور جوں جوں عقل آتی گئی نطق پیدا ہو گیا۔ سوال یہ ہے جب بادا میں قوت عقل و نطق نہیں تو بچہ میں کہاں سے آئی۔ اور تدریجی ترقی کا یہ عمل آج کیوں منقطع ہو گیا۔ اگر یہ فطرت ہے تو افریقہ کے جنگلوں سے آج بھی انسان نکلا کرتے اور اپنی اولاد سے جنگل آباد کرتے رہتے۔ تدریجی ترقی کا دریا سوخت ہو جانے کے معنی ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ عمل تدریج موجودہ انسانی ہیئت پر قانع کیوں ہے۔ اسے کچھ اور بلند ہونا چاہئے تمام جانوروں کا بھی تنوع قائم رہتا۔ یا ادنی حیوان سے وجود میں آتے جو مقدار فطری قانون کا [illegible] کیا ہوا۔ اب خود ہی تدریج کے حق میں جانوروں کا [illegible] ہوتا ہے۔ پھر اس بات کا یہ محل نہیں۔ مطلب اس قدر ہے کہ حضرت ڈارون نے اپنا بابا آدم بندر کو تجویز فرمایا۔ احسان بر جان بوزنگی! یعنی مبارک اونکی قوم کو مبارک۔ لطف یہ ہے کہ ایک فرانسیسی نے بگڑ کے حکیم موسیو شاول ورین کا دل بندر سے ہٹ گیا۔ وہ بھی موسیو [illegible] انسانیت کے منافی [illegible] نے اپنے پدر بزرگوار کو چوپایوں میں سے جو ابھی منظور نہیں فرمایا۔ وہ اب سے [illegible] کے طور پر نوازش فرمائی [illegible] ہنسیں نہیں اور انہیں [illegible] کہیں حکمت جنسی نہیں ہے یہ نسب و نسل کا معاملہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ڈارون کا اصل جانور کی ظاہری صورت مقدار کے نزدیک قابل توجہ نہیں ہے۔ انسان کی جسمانی وضع اگر بندر سے مماثل ہے تو ہوا کرے اصل چیز عادات و اطوار کی مشابہت ہے۔ از روئے عادات و اطوار بندر سے زیادہ چنگادڑ کو انسانی مماثلت حاصل ہے۔ چنگادڑ کی کھوپڑی چمکیلی کے دیکھئے اور اسکا بالکل لحاظ پاس نہ کیجئے کہ یہ کسی وقت میں یورپ میں [illegible] تھا۔ آپ دیکھئے کہ اس [illegible] میں کافی مشابہت انسانی کھوپڑی کے ساتھ موجود ہے۔ کھوپڑی تو خیر مگر دانتوں کی نسبت تو بالکل ہو بہو انسانوں کی سی ہے۔ صورت کی مشابہت قابل لحاظ ہو گئی۔ گو بندر کے دانت انسان کے دانتوں سے مشابہت نہیں رکھتے۔ اب لیجئے اس کا حسین [illegible] دیکھئے بالکل موسیو [illegible] مرحوم حضرت موسیو شاول ورین سے ملتا جلتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بانی [illegible] اللہ مرحوم موسیو چنگادڑ کی نسل سے تھے یا ان کی مادر مرحومہ کے بطن سے ایک پھول میں شاول ورین پیدا ہوئے اور دوسرے پھول میں موسیو چنگادڑ۔

بندر کے چہرے کی ساخت انسان کے چہرے سے لگا نہیں کھاتی مگر چنگادڑ کا چہرہ چھپائیے اور موسیو [illegible] کو نکالئے۔ کیا مجال جو کوئی پہچان سکے کہ چنگادڑ کون ہے اور موسیو [illegible] کون۔ ایک ذرا سی چھوٹائی بڑائی کا فرق ہے تو ہوا کرے۔ ترقی تمدن نے چنگادڑ کی کھوپڑی میں گور کا پھول ڈال دیا۔ گر گئی۔ یہ چھلے ہو گئے۔ شکر کیا ایسا ہوتا نہیں۔ اے جناب [illegible] میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ خوش کن ہے۔ آپ اسے کیا سمجھتے ہیں۔ حضرت یہ بچو کا فرزند حقیقی ہے باپ کی طرف سے اور بیٹی کا بیٹا ہے ان کی عورت سے۔ [illegible] ناقل ہیں کہ میاں بچو کی شادی [illegible] کیا سے ہوئی [illegible] سے پیدا ہوئے میاں [illegible] میاں [illegible] سے [illegible] خاندان میں یعنی شریف کے شریف گھرانے میں اس نسل سے پیدا ہوا۔ "ڈریان" موسیو ڈریان کی شادی ہوئی بی [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوا ان دونوں کے [illegible] رکھتا ہے [illegible] ڈریان کی اور [illegible] کمال پیدا ہوئیں اور پچھو کی۔ اور [illegible] ابھی آپ نے سنا کیا ہے بچو [illegible] ورین کو [illegible] کا [illegible] ہو گیا ہے بیان [illegible]

نہیں فرماتے ہیں کہ چنگادڑ آپس میں گفتگو کرتے ہیں ان کے فقرات بامعنی ہوتے ہیں۔ ورین صاحب اپنی [illegible] زبان سے کسی قدر واقف ہیں اگر ورین صاحب کے [illegible] حضرت چنگادڑ مہربان ہوئے تو اس [illegible] ہو جائیگی اور اس وقت [illegible] حال [illegible] ہوتا ہے۔ آپ دیکھئے تو سہی موسیو ورین کے [illegible] میاں [illegible] صاحب کو [illegible] سب کیفیات چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ وہ ہرگز [illegible] نہیں رکھتے۔ [illegible] بچے ہونہار فرزند موسیو ورین سے کہا کہ [illegible] ایک [illegible] میں چہرہ کا [illegible] تمیل [illegible] کو بہت جھلاتے۔ پہلے تھوڑی سی [illegible] بطور [illegible] کے منہ پر [illegible] اور بعد فرمانے لگے۔ "قر۔ قون۔ لی۔ قر" [illegible] ملعون اچا تو خلعت ہے۔ ورین صاحب فرماتے ہیں کہ خاندان چنگادڑ [illegible] کی [illegible] میں تمام مخلوقات سے فائق ہیں چاہے [illegible] ہو یا [illegible] پیرس کی پارلیمنٹ پر [illegible] ہے کہ باوجود انسان کی شکل ہونے کے ویسی تہذیب حاصل نہ کر سکی۔ یعنی شادی ہوئی تو پھر ساتھ نہیں چھوٹتا۔ عصمت کا خیال [illegible] دونوں کو مرتے دم تک رہتا ہے۔ غیر مرد کی طرف [illegible] نگاہ بھر کے نہیں دیکھتیں۔ اور [illegible]



افکار

تین ہین جو تھے ایک تین تینون کے تینون فریب — بیضہ کجا کجا نم بچہ کجا کجا دم سے
ہو کہ رفیق راجہ والے سے چھینے وان ہو پر — مل گئے یہ تینون ایک ہون فکر سے بندہ وا ہم
پوچھے جو کوئی کون ہے ہند مین مرجع ملل — مرغیون بتاؤ نے کے ہین آل دھرنی ہین کہ ہم
چندہ دے تو ہو تمام صرف تو ہے مال دہر — بندے کہین مرے سو ہر بندہ کے بچہ غم بچہ ہم

جورو کی جانب ابا جان متوجہ نہیں ہوتے۔ ایک وقت ہوا تو دوسرے فرد کو یہ چمگادڑی اور دوا جو چمگادڑ کے عوض کنواری اور کنوارے کی تلاش ہوتی ہے۔ یہاں تک غیر کی امانت میں خیانت سے بچنے کا خیال ہے! اللہ ری شرافت۔ مگر افسوس ہے کہ ان کی زندگی بڑی مصیبت سے کٹتی ہے۔ بدنصیبی کہ دن کو سوجھتا نہیں رات اگر بہت اندھیری ہوئی تو وہ بھی دشمن بینائی ہے اب صبح و شام ہی دو وقت حصول معاش کے رہ گئے۔ اسکے علاوہ زمین سے انکو لگاؤ نہیں جب اڑتے ہیں تو چھت میں یا درخت کی شاخ میں لٹکتے ہیں۔ (صاحبزادے موسیو شادل درین بھول گئے۔ نا وقت ستانے پر کبھی کبھی اپنے فرزندوں کے کان میں تنک کے گوشمالی بھی کردیتے ہیں اور پھر بیٹے کا مال سمجھ کر کان کی جان نہیں چھوڑتے) الحاصل موسیو شادل درین نے جن چمگادڑی اوصاف کا تذکرہ اپنے مضمون میں کیا ہے وہ تو انسانی خلقی صفات سے کوئی معقول اشتراک نہیں رکھتے۔ یہ اون کی نوازش ہے کہ چمگادڑ کو اپنے شجرے میں داخل فرماتے ہیں بغور دیکھئے تو انسانی برے بھلے خواص و عادات میں سے بعض خاصیتیں اور خصلتیں اکثر جانوروں میں پائی جاتی ہیں مثلاً کتے کی وفاداری۔ مرغ کی مادہ پروری۔ چڑیا چڑے کا ہرجائی پن۔ شیر کا تہور۔ سور کی بےحیائی۔ بلی کی خوشامد۔ لومڑی کا فریب۔ اونٹ کا کینہ۔ پھر ان خصائل کے مطالعے سے آجتک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت انسان ان تمام جانوروں کے تال میل کا نتیجہ ہیں۔ یہ تو قدرت کا تفضل ہے جسکو جو مناسب سمجھا عطا کردیا۔ یار موسیو شادل درین کیا تمہیں باپ بنانے کے لئے کوئی انسان نہیں ملا جو تم چمگادڑوں کے غول میں جا پھنسے۔ اجی دی باپ بنانے پر آئے تو بڑے بڑے بادشاہوں کو باپ بنا سکتے ہو۔ چمگادڑوں سے شجرہ ملانے کا ثمرہ کیا ہوگا؟ یہی نہ کہ دانتوں سے کترے ہوئے گدے پھل ترکے میں پاؤ گے انشاءاللہ خیر صلاح۔ مانا کہ چمگادڑ کو مرغ عیسیٰ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ یہ باعجاز عیسوی پیدا ہوا۔ قبل از عیسیٰ کسی نے یہ جانور دیکھا نہ تھا۔ مگر اس کے خصائل انسانی خصائل کے بالکل عکس ہیں۔ یہ رات کو تین میں کرتا اور دہاچوکڑی مچاتا ہے۔ (برخلاف اسکے درین صاحب عینک ہی سے سہی مگر روز روشن میں دیکھتے ہیں) یہ دن بھر درختوں اور چھتوں میں اوندھا لٹکا رہتا ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ (حالانکہ موسیو درین مسہری پر چت آرام فرماتے ہیں اور یہ بزرگوار کو یوں بھی نہیں) یہ اکثر گھونسلا نہیں بناتا۔ جب مادہ بچے نکالنے پر ہوتی ہے تو کسی شگاف میں پناہ لیتی ہے۔ بچے توانا ہوئے اور ماں کے تن و توش میں زیادت ہوئی کلیوں کی طرح جسم میں بچے لپٹ گئے۔ جہاں جاتی ہے وہاں ساتھ لیجاتی ہے۔ (اگر مسٹر درین اس طرح پیدا نہیں ہوئے)

یہ ایک پردار چوپا ہے جسے بلندی کے ساتھ علاقہ ہے پستی کے ساتھ لگاؤ نہیں۔ ہاں جب روشنی میں گر پڑتا ہے اور چوٹ لگ جاتی ہے تو مست مارے پڑا رہتا ہے۔ (اوسوقت اگر موسیو درین ہوں تو حق فرزندی ادا کریں) یہ بچے کے کوڑے میں بچا نہیں کرتا۔ نہ کاغذ سے آبدست لیتا ہے۔ (حالانکہ موسیو درین ایسا نہیں کرتے۔ بڑے ناخلف ہیں) اسکی بیٹ جھولا جھولتی ہوئی بایں وضع اوپر سے گرتی ہے گویا منہ سے گر رہی ہے کیونکہ حضرت سرا زیر لٹکے رہنے کے عادی ہیں۔ (حالانکہ موسیو درین کی بیٹ یوں حلق سے اچھو ہو کے نہیں گرتی ہاں کبھی پانی میں بیٹ کرنے کا اتفاق ہوا ہو تو ہمیں اسکا علم نہیں)

ایک مرتبہ اس نامعقول جانور نے غضب ہی کیا۔ خلیفہ ہارون رشید اور زبیدہ میں بگاڑ کرادیا ہوتا وہ تو کہئے قاضی صاحب کے علم نے آبرو رکھ لی۔ واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ نے اپنے بستر پر قدم جو رکھا تو کوئی لیسدار چیز پاؤں میں لگی۔ وہ رنگ و بو میں انسانی مادۂ تولید سے بہت مشابہ تھی۔ خلیفہ بدگمان ہوا۔ مگر قاضی صاحب نے کہا چھت کے تختے کھلواؤ جب چھت کے تختے اوکھاڑے گئے تو معلوم ہوا کہ موسیو درین کے منہ بولے والدین وہاں بری حرکت کر رہے تھے ان کا مادۂ انسانی سے رنگ و بو میں یکساں ہونا اگرچہ دلیل مماثلت ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ موسیو شادل درین نے کبھی ایسی نفاق ڈلوانے والی حرکت نہ کی ہوگی۔ واللہ یہ کسی مومن کا فعل نہیں وہ تو جورو خاوند میں مصالحت کرواتا ہے۔ دیکھئے آخر قاضی صاحب موصوف نے انعام بھی پایا اور میاں شب پرک صاحب کی لگائی ہوئی آگ بھی بجھائی۔

اس جھنجھٹ کو جانے دیجئے یہ قصے کہانیاں ہیں اگر ہم کوشش کریں تو مدتوں حضرت خفاش کے اوصاف بیان کرتے رہیں۔ اب ہمیں ان چمگادڑ کے راس ٹھہلنے ہوے صاحبزادے سے یہ پوچھنے دیجئے کہ آخر آپ نے انسانوں کے مورث اعلیٰ تلاش کرنے کی زحمت براہ راست کیوں گوارا فرمائی۔ یہی کہہ دیا ہوتا کہ حضرت ڈارون کے فرضی قبلہ گاہ کا بھی چمگادڑ قبلہ گاہ ہے اس اظہار سے لوگ یہ سمجھتے کہ ڈارون صاحب نے باپ کی کھوج لگائی تھی آپ نے دادا کا پتا لگایا۔ آپ کے بعد کوئی اور شخص چھچھوندر کو چمگادڑ کی ماں ثابت کرنے پر آمادہ ہوجائیگا۔ رفتہ رفتہ حشرات الارض نہیں بلکہ باعتبار خواص مشترکہ نباتات و جمادات بلکہ اسمائے صفات و آلات و عمارات بلکہ اسمائے اصوات و حرکات بلکہ خبیثات بھی مجموعۂ انسانی کے اجزا معلوم ہونے لگیں گے اور نہایت قابل فخر نسب نامہ مرتب ہوجائیگا۔ مثلاً

موسیو درین پسر فلاں پسر فلاں پسر فلاں ابن فلاں المعلوم خلف چمپانزی پسر چمگادڑ دختر چھچھوندر [illegible]

دختر چچھوندر ابسر چھپکلی دختر چیونٹی و چیونٹا اولاد چکوا ابن چکور ابن چکاما ابن چرکٹ بن چھاوند و سید چغد خلف صالح چیل و دختر چرغ پسر چنڈول پسر چنچنا دکرم شکم اود جلوہ ابشارکت و مشابہت چولائی چھوارا چلغوزہ۔ چار مغز۔ چھالیا۔ چکوترا چقندر۔ چراغتہ از قبیل نباتات۔ و باتصال چقماق۔ چاندی۔ چوکیا سو ہاگا۔ از جنس جمادات و معدنیات۔ و بالحاق چور چکار۔ چال باز۔ چغل خور۔ چھنا از صفات و بہ ترکیب چولھا۔ چکی۔ چرخہ۔ چھرا۔ چمٹا۔ چھلنی۔ چمچی۔ چھلا ظروف و آلات۔ و بہ از دواج چاندنی چوک۔ چار سوے بازار۔ چوبرجی۔ چار مینار۔ از مساکن و عمارات۔ و بہ ارتفاع چھاجاتی۔ چیونٹی۔ چمچم چاخ۔ چنگھاڑ۔ چین جھب جبڑ چہ از مساکلہ اصوات۔ و بہ آمیزش چال ڈھال۔ چوکڑی از حرکات و سکنات۔ و بہ امتزاج چل۔ چنگ از امراض و بہ اختلاط چڑیل۔ چنڈال از خبیثات بوجود آمدہ برطالبان حسب و نسب مخفی مباد ہر جا کہ خواہند تحقیق نمایند۔

بھلا ایسے نام و نسب پر فخر نہ ہو تو بری بات۔

الغرض تائی خالو جی (روحیات) کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ ایک دعویٰ کا ہے کہ خچر کی طرح انسان کسی ایک نوع یا چند انواع کے اتصال میں۔ تاد بجائے پیدا ہوا ہے اور مستقل بالذات نہیں ہے۔ مذکورہ صدر شجرۂ نسب بھی تائی خالو جی کے تصدق میں باوجود ظاہری خال ہونے کے قرین قیاس ہو سکتا ہے۔

اگر مسیو شادل درین نیس بھیجدین تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سلسلے کی ادنیٰ کڑی بھی بودی بھس پھسی نہ ہونے دینگے۔ اور پورا شجرہ ایسے دلائل کے ساتھ مرتب کر دینگے کہ مجال انکار نہ رہے۔ جبکہ ڈنکے کی چوٹ پہونچنے کیلئے سیڑھی درکار نہیں ہے تو خود موصوف ہی تسلیم کرتے ہیں باقی اجزائے ترکیبیہ کی تحلیل کیمیاوی ہم سے خود کر دین ہم سمجھ لینگے فقط

مولانا پنچ کی نوٹ بک

حلوائی کی دوکان پر فاتحہ

کون کہتا ہے کہ خزانۂ ہند مین بھونی بھانگ بھی نہین ابھی اب بھی اتنا ہے کہ جم خانہ کلب پانچ پانچ لاکھ روپیہ خزانۂ ہند سے قرض لیتا ہے اور وہ سود پر روپیہ جیتا جو ہین نہیں ۔۔۔ بعض جرائد و بریال صاحب کہتے ہین کہ شملہ کا جمیسفورڈ کلب بھی اگر مفلس ہو (صاحب احتیاج ہو) تو ادھر سے کہدو گھبرائے نہیں۔ وہ ڈر کنگلی ہے انھیں بھی لندن نے چاہا تو دست سالی خالی نہ رہیگا۔ مدت اداکی بھی کوئی زیادہ نہیں ہے صرف دو قرن یعنی از ہنگام ولادت تا بہ عمر شادی یعنی تین نسلی دو نسلیان یعنے تیس سال۔ اس مین بیٹا مرے یا دیتا۔ سود تو خیر بیاج ہی چاہئیے مگر دستور ہی ہین بیسیوں فیصدی نشست گاہین سرکاری افسروں اور عہدہ داروں کو اس کلب مین دیجائینگی۔ اب اور کیا آپ کسی کو گھر بیٹھے ناچ رنگ وغیرہ کی ضرورت نہیں سرکاری افسر اور عہدہ دار آسائش ہی کے لئے خلق ہوئے ہین اگر یہ مہاجنی صورت نہ اختیار کیجاتی تو غریب رعایا کی ہمدردی کی دولت آسائش گاہوں کی تعمیر مین صرف ہو جاتی۔

یاران قدیم

اس نام کا ایک اردو ماہوار رسالہ سید رؤف علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی ادارت مین دہلی سے شایع ہوتا ہے یہ عربک سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کیجانب سے جاری ہوا ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے مضامین بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ "یاران قدیم" دہلی کے پتے سے منگا کے دیکھیے۔

وقت است کہ بانز آئی

اگر شکر مین باو طالات اور عمرو و تو کا علحدہ علحدہ کرنا مشکل نہین تو ڈاکٹر سید محمود اور مسٹر گوپال داس وغیرہم کو بھانا گاندھی سے بیہ کنا یقیناً برمحل ہے۔ کہ حضرت والشداس شہر پونگ مین جو آجکل بچھا ہوا ہے صرف آپ کی کمی ہے تشریف لایئے اور ان بے شماروں کے تھنٹون مین نئی زبان پر ہر کے ایک کا سر دوسرے کی دُم مین جوڑ دیجئے۔ گزشتہ چند سال مین اور زمانہ حال مین کچھ بہت فرق نہین ہے اوسوقت کچھتی تھی اب دو راز ہے اوسوقت لوگ ۲۲ تھے اب کروڑ بدل کے ۲۲ ہو گئے ہین۔ اوسوقت سرکاری کونسل کے دربار مین ان پر حلوائیوں اور کوٹھی والوں کے واسطے ہی جگہ خالی تھی اب بڑے بڑے مدعی جنکو قوم پروری کا دعویٰ تھا ہمدردی قومی کی معجون جب تک دو پچھے نوش نہین کرتے تھے اوسوقت تک غذا ہضم نہین ہوتی تھی کونسلوں مین جوابی تعاون و تعاونی جواب مین مصروف ہین۔

اوجڑا یہ فسادہ نہ تھا۔ مسجد مین شردھانند کا وعظ ہوتا مذہب نہ تھا غیر مسلم کی ارتھی اوٹھا نے مسجد کے دروازے خادمون کے لئے کھل جاتے تھے۔ مسلمان کے جنازے مین کاندھا دیتے ہی نرک کی آگ بھسم ہو جاتی تھی۔ اب جوتی پیزار ہے۔ و تکرار جھنکار ہے آیئے اور بگڑی سنوار دیجئے۔ اس التماس مین اگر یہ عبارت بھی بڑھا دی جائے تو درخواست قبول ہونے مین شک وشبہ نہین مگر یاد رکھیے کہ اگر تبلیغ تنظیم شدھی سنگٹھن کے کوہ ندائے "ارے چل" کی صدا آئی تو ہم سب آپکا ساتھ چھوڑ کے چل دینگے۔ مہاتما صاحب اب ہندو مسلم بیڈ۔ آپ کا ساتھ چھوڑ کے اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ مین مشغول ہین تو سنبھل کر کام کیجئے۔ جس۔

مدینہ کا خاص نمبر

سرکار مدینہ کی یادمین

بیش خزانہ کی تعداد

۱۰ ستمبر کو مدینہ کا دو شاندار تاریخی و مذہبی ادیشن بہ شکل شایع ہوگا جو ہندوستانی صحافت مین طغرۂ امتیاز بنکے حضرت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی محبت تمنگانہ و عقیدت کی ایک یادگار ہوگا ہندوستان کے بہترین ادیبون فضلا اور شعراء کے مقالات و منظومات اس مین ہوں گے جس سے یہ اخبار کی ایک قیمتی یادگار ہوگا اشتہار دینے والون کے لئے یہ خاص موقع ہے۔ جو نمونہ مفت طلب فرما سکتے ہین۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

محمد مجید حسن مالک مہتمم اخبار مدینہ بجنور (یو۔پی)

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلائے عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے لیے قیمتی چند آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں اور عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے عضو مخصوص کو موٹا قوی اور دراز کر کے خمی کجی لاغری سستی کوتاہی نیز ...... کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ طلب فرمائیں اور یوم تک ...... سے پرہیز کریں خواہ نفل و مجبوری کرے پوری شیشی کے ہمراہ جواب بحقوی ...... دافع جریان قیمتی مع پارسل مفت روانہ ہوگا پوری شیشی بر ۲۱ یوم معہ محصول اور ہر حالتین خریدار ہوگا پوری شیشی کے خریدار سے بصورت عدم نفع دلیسی قیمت اور دس سال کے اندر نرنا کل ہونگی صورت میں بارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔ منیجر دواخانہ علاج لکھنؤ

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں عموماً لوگ دو پیسے اپنے اور دو آنے جار برباد کرتے اور پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہیں۔ یار سمجھ جاتا ہے کہ اپنا آنا تو دوسری بات ہے مضامین سمجھ میں بھی آئے یا نہیں ہر پرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہ ہو لہذا بہتر یہی ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آئندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا۔ قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ وی پی نہ منگایئے بشرط پسند ۲ ہفتے کے اندر بقیہ دو روپیہ بھیج دینے پر میعاد ششماہی کی توسیع سال بھر کے لیے کر دی جائے گی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — کھانسی ہیضہ دمہ پیچش درد کمر دست سنگرہنی انفلوئنزا وغیرہ کے امراض کے پیے خوش ذائقہ دوائی ہے صرف پانی میں چند قطرے استعمال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۱۰ ہر جگہ بکتا ہے

دودرم گج کیسری — پینے اور کرنا جلنی کے بڑے کمزور والی دوائی ہے قیمت ۱۰

بال سدھا — بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط اور تیار بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲

ڈاک خرچ علاوہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی و پنجاب } بال بہار آنس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ لالہ مولا [illegible] سنس [illegible] لکھنؤ

مبلغ بیس روپیہ کا نقد انعام

[illegible] بچنے نجوم و علم نجوم کی اشاعت کے لیے ۔۔ پارسل تیار کرا لیے ہیں جس میں حسب ذیل کتابیں ہیں۔ [illegible] جیسی مستند کتابیں اور سیکڑوں عجیب باتیں ہیں۔ [illegible] عمل سے تمام کاموں میں کامیابی نصیب ہوگی۔ [illegible] بقیہ پارسلوں میں حلیے گئے ہیں جس سے انعامی پارسلوں کا پتہ ناممکن ہوگیا۔ [illegible] جلدی انعامی پارسل خریدیے ورنہ بعد اختتام [illegible] پچھتائے گا۔ [illegible]

منیجر اکرم بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمایئے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجیب و غریب نظم ہے جسے اور شاعری کی شاعرانہ مشاقی سے فائدہ اٹھایئے۔ قیمت فی جلد ...... ۶ ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجتے ہیں۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

LONDON لنڈن ڈائرکٹری DIRECTORY.

سالانہ شائع ہوتی ہے جس میں پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لنڈن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سلطنت انگلشیہ آئرلینڈ برطانیہ عظمیٰ یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور حرفتی مرکزوں کے کارخانوں اور سوداگروں سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیے گئے ہیں جن میں۔

باہر مال بھیجنے والے تاجر: جہاز پر جانے والے مال کی تفصیل اور کالونیل اور بیرونجات کی بازاروں کی آشریح کی گئی ہے۔

جہازوں کے راستے: بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق دیگر تفصیلات کی آشریح کی گئی ہے جو وہ تاجر اپنے تعلقات وسیع کرنا چاہتے ہیں۔

ایجنسیوں کے خواہشمند: جن کا نام و پتہ ایک انجمن میں مناسب عنوان کے ماتحت صرف ایک پونڈ دس شلنگ میں درج کر دیا جائیگا۔ بڑے اشتہار دکھانے والے پونڈ فی صفحہ ہے جو صاحب ورکے تجارتی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں انکے لیے یہ ڈائرکٹری بہت ہی گرانقدر ہے اور اسکی ایک جلد صرف ۱ پونڈ نقد آرڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لنڈن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ ۲۵ ابچرچ لین لنڈن ای سی ۴ انگلینڈ